حرمتِ رسول ﷺ اور اس کے تقاضے

پروفیسر محمد یٰسین ظفر
(پرنسپل جامعہ سلفیہ)

الحمدلله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین وبعد ﴿ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاٰخرة واعدلهم عذابا مهینا﴾ (الاحزاب:۵۷)

انسان کے خودساختہ قوانین میں بڑے اور صاحبِ منصب لوگوں کے لیے ادب واحترام کا ایک نظام موجود ہے۔ جوان کے حسب مراتب فراہم کیا جاتا ہے اور ہر موقع پر اس کا خصوصی لحاظ رکھا جاتا ہے۔ جتنی بڑی شخصیت ہوگی' اتنا بڑا احترام دیا جائے گا۔ مراعات اور سہولتوں کی فراوانی ہوگی' خصوصی انتظامات سے نوازا جائے گا۔ چونکہ اس کے منصب کا تقاضا ہے کہ اسے اہمیت اور دوسروں پر فوقیت دی جائے۔ دنیا کے سبھی نظاموں میں اس کا تذکرہ موجود ہے اور برسراقتدار طبقہ ان مراعات سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے۔

اگر انسان دوسروں پر اپنی عارضی حاکمیت کے لیے ایسا سوچ سکتا ہے اور اس کے لیے قوانین تشکیل دے سکتا ہے اور پھر ان پر سختی سے عمل درآمد کرا سکتا ہے' تو غور طلب اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ رب العالمین جو کائنات کا خالق و مالک ہے' اس کے قبضہ قدرت میں یہ جہاں ہیں' وہ عزتوں اور ذلتوں کا مالک ہے۔ جسے چاہے بادشاہی عطا کرے اور جسے چاہے تخت سے اتار کر پستی میں گرا دے۔ وہ ارض وسما کا مالک جسے چاہے نبوت سے سرفراز کرے اور جسے چاہے رسالت کی خلعت عطا فرمائے۔

وہ کیونکر ان کے ادب واحترام کا قانون نہ بنائے گا۔ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق انبیاء کرام علیہم السلام ہیں' جن کے وقار اور عظمت کو تسلیم کروایا۔ ان کی عزت وعصمت کو سب پر فوقیت دی۔ حتیٰ کہ پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اپنے ذمہ لی۔ فرمایا:

﴿والله یعصمک من الناس﴾

اور جنہوں نے ان انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کرنے اور ان کے مقام ومرتبہ میں گستاخی کا قصد کیا' اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کے لیے رسوائی اور آخرت میں ذلت آمیز عذاب کا بندوبست کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کے ضمن میں متعدد احکامات نازل فرمائے اور صحابہ کرام کو یہ تعلیم دی کہ وہ اس کا لحاظ کریں اور آپ کی شان میں ذرا برابر فرق نہ آنے دیں۔

سورۃ حجرات کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام اور تعظیم کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ارشاد ہے:

﴿یاایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله واتقوا الله ان الله سمیع علیم. یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول الله اولئک الذین امتحن الله قلوبھم للتقوی لھم مغفرة واجر عظیم.﴾ (سورۃ حجرات:۱-۳)۔

یہ وہ پروٹوکول ہیں' جن کا تذکرہ رب العالمین نے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نازل فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کو اس کا پابند کر دیا۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو ادب سکھاتے ہیں' تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر واحترام اور عظمت کا خیال رکھیں۔ ان میں پہلا حکم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلد بازی نہ کریں اور نہ حد سے تجاوز کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور فرمودات کی پیروی ادب کا پہلا زینہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر سر تسلیم خم کرنا ہی آپ کی توقیر ہے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے منافی کوئی کام بھی دراصل حدود ادب سے تجاوز ہے اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے۔

دوسرا حکم یہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آواز کا بلند کرنا بھی بے ادبی ہے۔ وہ طرزِ عمل اختیار نہ کیا جائے' جو ہم آپس میں کرتے ہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں پہنچ کر ادب کے تقاضے اور قرینے بدل جاتے ہیں۔ آپ کسی عام مجلس میں نہیں ہیں' بلکہ اس ہستی کے دربار میں ہیں' جنہیں خاتم الانبیاء ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جو امام الانبیاء ہیں اور سید ولد آدم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد بلند تر مرتبہ پر فائز ہیں۔ ایسی صورت میں آواز کو پست رکھنا ہی ادب واحترام کا تقاضا

ہے۔ ایسے لوگ ہی تقویٰ کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے انعامات واکرام کے مستحق ہیں۔

اب جبکہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ادب واحترام کا یہ معیار ہے تو ان کی شان میں گستاخی اور توہین آمیز رویہ اختیار کرنے کا انجام کیا ہوگا......؟ بلاشبہ وہ لوگ جو ایسی جسارت کے مرتکب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبے کا لحاظ نہیں کرتے' وہ بدترین انجام سے دوچار ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایسے متعدد واقعات ہوئے ہیں' کہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی گئی تو گستاخانِ رسالت کو صحابہ کرام نے ہی واصل جہنم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بھی اگر کسی نے ایسی بزدلانہ حرکت کی تو اسے سزا دینے میں ذرا تامل نہ ہوا۔

لیکن کس قدر تعجب کی بات ہے کہ آج کسی عام حکمران کے بارے میں اگر کوئی لب کشائی کرے تو اس کی گردن زدنی کا حکم صادر ہوتا ہے۔ لیکن ان کی موجودگی میں فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی ہو تو ان کے ایمان میں ذرا حرارت پیدا نہیں ہوتی۔ آج سب سے زیادہ ستم زدہ قوم مسلمان ہے۔ جو اس قدر بے بس ہو چکی ہے کہ ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہو اور وہ ان کے خلاف متحد ہو کر کوئی احتجاج بھی نہ کر سکے۔ انہیں سزا دینا تو دور کی بات ہے' ان کے خلاف زبانی احتجاج بھی مشکل نظر آتا ہے۔

آج امتِ مسلمہ کی تعداد ایک ارب چالیس کروڑ ہے۔ ستاون اسلامی ممالک ہیں' لیکن ان ممالک کے خلاف کوئی مشترکہ موقف بھی اختیار نہ کر سکے۔ جنہوں نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ توہین آمیز خاکے شائع کیے۔ منصب کے چھن جانے کا خوف اور جاہ پسندی نے حکمرانوں کو اس قدر بزدل بنا دیا' کہ وہ کوئی حرف شکایت بھی زبان پر لانے سے ڈرتے ہیں۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پوری امت اٹھ کھڑی ہوتی' ایک آواز اور ایک مطالبہ ہوتا۔ جب تک ان گستاخان رسالت کو سزا نہ مل جاتی' احتجاج جاری رہتا اور ان ممالک کا اقتصادی اور سیاسی بائیکاٹ کیا جاتا۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ ایسا نہ ہو سکا اور ان ظالموں کو مزید جرأت ہوئی۔

حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی تقاضا ہے کہ ہم سب مسلمان کم از کم اپنی بساط کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور ارشادات کے مقابلے میں اپنی آراء کو اہمیت نہ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور اطاعت کو شعار بنائیں۔ ہماری زندگی کا ہر گوشہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو۔ ہمارا مرنا' جینا' خوشی' غمی' معیشت' معاشرت' لین دین' معاملات' عبادات' اخلاقیات سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے تابع ہوں۔ کم از کم ہم ایک سچے مسلمان تو بن جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اور فدائی بنیں۔

یہی وہ جذبہ ہے جسے دشمنانِ اسلام ہمارے دلوں سے نکالنا چاہتے ہیں' اسے ایک لمحہ کے لیے بھی یہ گوارا نہیں ہے' کہ ہم اسلام کے نمائندہ نظر آئیں۔ لہٰذا حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تقاضا ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ جذبے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں زندگی گزاریں۔ تاکہ وہ قوتیں جو مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتی ہیں' ناکام ونامراد ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: ناموس رسالت ﷺ اور ہماری ذمہ

نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی سزائے موت رکھی ہے۔

یہ ایک فتنہ ہے۔ فتنہ کے بارے میں اللہ العزت نے فرمایا: ﴿الفتنة اشد من القتل﴾ ''فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ ڈنمارک کے ایک چیتھڑے اخبار گستاخی کی افغانستان کے اندر ۲۵ آدمی شہید پاکستان کے اندر ۶' نائیجیریا میں ایک دن میں تقریباً شہید ہوئے۔ پوری دنیا کے مسلمان اپنی گردنوں کو ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں نکل پڑے ہیں' تڑپ رہے ہیں۔ ایک فتنہ ہے' فتنہ کی سزا سزائے موت کے سوا اور کچھ نہیں

حضرات: ضروری ہے اس بات کا کہ پوری تن د سے احتجاج کیا جائے۔ اپنے ملک کو نقصان نہیں جائے۔ اپنی املاک کو نہ جلایا جائے۔ لیکن سید ا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کیا جا سب سے زیادہ اس کائنات کے اندر نبی اکرم صلی اللہ وسلم سے وابستگی اگر کوئی طبقہ رکھتا ہے وہ صرف اہلحدیث صرف اہلحدیث رکھتے ہیں اور کیونکہ اہلحدیث وہ ہے کہ جس کا ہر لحاظ سے اول وآخر تعلق اگر پوری د کسی ہستی کے ساتھ ہے تو نبیوں کے سردار' رسولو سردار امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و ساتھ ہے۔

اور اس لیے امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ ﴿یوم ندعوا کل اناس با مامهم﴾ کہ قیا کے روز لوگوں کو ان کو اپنے اپنے اماموں کے نام کے سا بلایا جائے گا جو جس امام کو مانتا ہوگا' اسی امام کے ساتھ جائے گا۔ کہ فلاں امام کو ماننے والے آئیں۔ فلاں ماننے والے۔ ایسے ہی اہل حدیث کو اگر بلایا جا نبیوں کے امام' رسولوں کے سردار' امام الانبیاء حضر اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ بلایا جائے گا۔